یہ جتنی بھی زبانیں ہیں مقامی — بلند ان سے ہے اردوئے معلیٰ
میں لکھ دوں کچھ نمونے خوش خطی کے — ذرا تختی پہ ملتانی تو مَل کر لا

اور ہم نے اسد ملتانی کی جس حیثیت کو نظر انداز کیا۔ وہ ان کی نقاد کی حیثیت ہے۔ انھوں نے ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء میں خواجہ فرید پر ایک مضمون لکھا جو روز نامہ ''الشمس'' میں شائع ہوا۔ اس طرح وہ خواجہ صاحب پر لکھنے والوں میں پہلے یا ابتدائی لوگوں میں شمار کیے جائیں گے اور ان کی تحریر سے ہم خواجہ صاحب کی شہرت کے پھیلاؤ کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسد ملتانی لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید یوں تو کئی حیثیتوں سے ممتاز شخصیت کے مالک ہیں۔ لیکن وہ امتیازِ خصوصی جس نے انھیں غیر معمولی شہرت بخشی، ان کی زندہ اور مقبول شاعری ہے۔ انھوں نے کچھ فارسی، اردو اور ہندی میں بھی کہا مگر ان کے جس کلام کو قبولِ عام کی سند حاصل ہوئی ہے۔ وہ ملتانی زبان میں ہے۔ ان کی بے مثال کافیاں اس قدر مقبول ہیں کہ شہر و دیہات میں خاص و عام، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ لوگوں بلکہ عورتوں کے سب سے بڑے شاعر ہوئے ہیں اور اس زبان میں انھیں وہی حیثیت حاصل ہے جو سندھی زبان میں شاہ عبداللطیف یا پنجابی میں سید وارث شاہ کو۔ چنانچہ ان کا کلام پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ اور راجپوتانہ تک بھی پہنچا ہے۔''

زیرِ نظر کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر اے بی اشرف، حرفے چند ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور حرفِ تقدیم پروفیسر جعفر بلوچ نے تحریر کیا ہے۔ پروفیسر جعفر بلوچ نے لکھا:

''اس کتاب کے مطالعے سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مختار ظفر نے یہ کتاب اپنے موضوع سے گہرے تعلق خاطر کی رو میں لکھی ہے۔ یہی تعلق خاطر ہے جو عشاق کی راہ میں برضا و رغبت اپنا خونِ جگر نثار کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس سے اس جہانِ آب و گل میں معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔''

پروفیسر جعفر بلوچ مرحوم کے اس شاندار خراجِ تحسین کے بعد مزید کسی رائے کی ضرورت نہیں رہتی۔

● **راجہ محمد عبداللہ نیاز (خطۂ ملتان کی تحقیقی اور قومی شعری روایت کا منفرد حوالہ)** — مصنف: ڈاکٹر مختار احمد ظفر
ضخامت: ۲۷۲ صفحات — قیمت: ۴۰۰ روپے — ناشر: بیکن بکس، ملتان/ لاہور — تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

راجہ صاحب مایہ ناز استاد، معروف ادیب اور شاعر تھے۔ ملتان کے شعراء میں ان کا مقام بلند تھا۔ وہ مستند محقق تھے۔ ان کی مادری زبان سرائیکی تھی لیکن وہ فارسی، عربی اور انگریزی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ان سے اشعار سن کر سر دھنا کرتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اپنے دور کے تمام بڑے شاعروں اور ادیبوں سے انھوں نے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

راجہ صاحب کا اصل نام محمد عبداللہ اور نیازؔ تخلص تھا۔ پہلے مولوی پھر علامہ اور آخر میں راجہ کا لفظ ان کے نام کا جزو بن گیا۔ وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۱۳ء میں میٹرک اور ۱۹۱۵ء میں انٹر کا امتحان پاس کیا۔ ایم اے فارسی کا امتحان دیا تو پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

راجہ صاحب فطرتاً بڑے یار باش، خوش مذاق اور خوش نظر تھے۔ مگر اذیت پسندانہ اندازِ نظر نے انھیں برہم مزاج بنا دیا۔ عام آدمی کے نزدیک بیٹھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ طبیعت میں شگفتگی کے ساتھ ساتھ جلال بھی تھا۔ کسی پر غصہ آتا تو اس پر برستے ہی چلے جاتے تھے۔ راجہ صاحب کے مزاج نے ان کی اولاد میں بھی باغیانہ رویہ پیدا کر دیا۔